عورت بطور سربراہ حکومت: مولانا مفتی محمودؒ اور عصر حاضر کے اہل علم کے افکار تجزیاتی جائزہ

The Women as the Head of the Government: the Views of *Mufti Mehmood* and the Contemporary Scholars and Realignments among theirs Thoughts.

*عبدالحق

ABSTRACT:

Maulana Mufti Mehmood is considered to be the famous commentators of the Quran .He was a well-known faqih of his era. He belongs to Dera Ismail Khan, Khyber pakhtoon khawa Provence. Allah almighty blessed him with immense abilities. He has a bold and strong position over the opinion of "the role of women as head of government" as government member and as an opposition. He played a leading role in this regards on all fronts. even in his Tafseer and fiqi (FATAWA) books, he point out the abomination about the leadership of women in the system of government .In this regards he presented his strong position, based on the great and guiding principles of Islam, He also raised this issue in parliament and based it on strong and reasonable arguments, He wanted to resolve this issue in the light of Qur'an and sunnah. He gave scholarly and academics answer some of the objection in this regards. This article covers mufti Mehmood and other contemporary religious scholars about their ideas and thoughts regarding women leadership in society and state. The main objectives of the article are to discuss issues such as the weakness of women as ruler, incompetence in the state affairs and dealing with the common sense.

Key words*: women improvement, leadership of women, mufti Mahmood, women Politian.*

مفتی محمود عبقری خصوصیات کے حامل ایک جید عالم دین تھے۔ ان کے افکار و نظریات ہمہ جہت اوصاف کے حامل ہیں۔ آپ علما کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جو عملی سیاست میں سر فہرست تھے۔ حکومتی معاملات ہوں یا حزب اختلاف کے معاملات، آپ کے علمی اور عملی نظریات ایک بہت بڑے طبقہ کے لئے مہمیز کا مقام رکھتے ہیں۔ آپ سیاست کے میدان میں خواتین کی شمولیت کے خلاف تھے۔ بالخصوص نظام حکومت اور ریاستی امور میں بطور سربراہ اس کی عمل دخل اور انہیں مکمل اختیارات دینے کی شدید مخالف تھے۔ آپ کا یہ رائے تھی کی معاصر دنیا میں جو مسلم خواتین کو گھر ہستی سے نکال کر شمع محفل بنانا، معاشرے کے مختلف میدانوں میں خواتین کو عملی کردار دینا، دراصل مغرب کی نقالی ہے۔ اسلام کی روایت میں عورت کے ذمے جو فرائض متعین ہیں ان میں نئی نسل کی پرورش، نگہداشت اور تربیت کرنا ہے۔ جبکہ مرد کی ذمہ داری بچہ اور اس کی ماں کے اخراجات کا بوجھ اپنے سر

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ تحقیق وعلومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

اٹھانا، ان کی حفاظت و نگرانی کا بہترین انتظام کرنا اور معاشرہ کے ساتھ ان کے رابطہ و تعلق کا ایک اہم ذریعہ بنتا ہے۔ یہ فرق اور تقسیم بھی ایسی ٹھوس کہ تبدیلی اور تغیر کو قبول کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہے۔

اگر اس حوالے سے یورپی معاشرت، جس نے عورت کی آزادی اور اس کے احترام کی بحالی کے نام سے اس فرق کو مٹانے کی سر توڑ کوشش کی ہے لیکن باوجود اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں نکلا کہ عورت کی ذمہ داریوں اور اس کے فرائض میں اضافہ ہو گیا ہے۔ عورت خود کو بچے کی پیدائش اور ساتھ ساتھ پرورش کے بوجھ سے تو بالکل ہی آزاد نہیں کرا سکی۔ البتہ اخراجات کی کفالت کی ذمہ داری میں عورت بالکل مرد کے ساتھ شریک ہو گئی ہے۔ اس طرح دنیا بھر میں یورپی معاشرت کے پیروکار اور ان پر مر مٹنے والے مردوں نے مزید کسی ذمہ داری کا بوجھ اپنے اوپر لیے بغیر اپنی ذمہ داریوں کا نصف بوجھ بھی ایک کمزور اور لاچار عورت پر ڈال دیا ہے اور ناقص العقل سادہ اور لاچار عورت آزادی مساوات اور زندگی کی دوڑ میں کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کے خوشنما اور دلفریب نعروں سے دھوکا کھا کر دوہری ذمہ داریوں کے چکر میں نہ صرف پھنسا دی گئی بلکہ انہیں ان کا شدید ترین خمیازہ بھی اج تک بھگتنا پڑ رہا ہے۔

اسلام ایک فطری نظامِ حیات ہے جو اسی خالق و مالک نے انسان کو عطا فرمایا ہے جس نے مرد اور عورت کے درمیان فرائض و حقوق کی ایک بہترین اور شاندار انداز میں تکوینی تقسیم کی ہے، اسی لیے اسلام کے شرعی اور قانونی احکام کی بنیاد بھی اس تکوینی تقسیم کے فطری تقاضوں پر منحصر اور ان پر ہی رکھی گئی ہے۔ اور اس وقت دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا عادلانہ نظام ہے جو عورت اور مرد کے درمیان حقوق و فرائض کی تقسیم اور ان میں حد بندی شرعاً اور قانوناً دونوں کے تخلیقی فرق اور تکوینی ذمہ داریوں کے عین مطابق کرتا ہے اور اس کے ذریعے ایک خوشحال، پر سکون اور پر امن معاشرہ کی کامیابی کا ضمانت دیتا ہے۔ ورنہ روئے زمین پر بیشتر مروجہ معاشرتی اقدار کی بنیاد اس بنیادی فطری اور تکوینی فرق سے فرار اور انحراف پر ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ فرق تو کسی سے بالکل ہی مٹ نہیں پا رہا مگر اس سے انحراف اور فرار پر مبنی معاشرتی بے چینی، نفسیاتی پیچیدگیوں اور ذہنی الجھنوں میں مسلسل اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔

اس تہذیب و معاشرت نے آزادی اور مساوات کے خوشنما نام پر جہاں عورت کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا کہ عورت کو ملازمت کرنا اس کا بنیادی حق ہے، حالانکہ ملازمت حق نہیں صرف ذمہ داری ہے، اسی طرح حکمرانی اور قیادت کو بھی ان کی حقوق کی فہرست میں شامل کر کے عورت کو اس دوڑ میں بھی مکمل شریک کر دیا۔ جبکہ اسلامی اقدار و روایات کے مطابق گھر کے اخراجات فوری طور پر فراہم کرنے کے لیے ملازمت کرنا کسی حقوق سے نہیں بلکہ ذمہ داریوں سے یہ تعلق رکھتا ہے، اور مرد اور عورت کے درمیان ذمہ داریوں کی فطری تقسیم میں یہ ذمہ داری مرد کے کھاتے میں ہی ڈال دی گئی ہے۔ اسی طرح روئے زمین پر حکمرانی اور قیادت کا شمار بھی حقوق میں نہیں بلکہ ذمہ داریوں اور فرائض میں ان کا شمار ہوتا ہے اور اسلام کا طرہ امتیاز ہی یہی ہے کہ عورت کے طبعی اور فطری فرائض اور ذمہ داریوں سے زائد کسی ذمہ داری اور فرض کا بوجھ اس کے نازک کندھوں پر نہیں ڈالنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ حکمرانی اور قیادت کی عظیم ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے اور عورت کو اس سے یکسر مستثنٰی کر دیا گیا ہے۔ انسانی معاشرت کے اسلامی فلسفہ اور آج کے مروجہ نظریات پر اگر ہم ایک طائرانہ نظر دوڑائیں تو اس میں یہی بنیادی فرق ہے کہ اسلام حکمرانی کو ایک

عظیم ذمہ داری قرار دیتا ہے جبکہ موجودہ سیاسی نظاموں نے اسے انسانی حقوق میں شامل کر کے اس خود ساختہ حق کے لیے مختلف انسانی طبقات کو مسابقت کی دوڑ میں اس قدر الجھایا گیا ہے کہ اب تک حقوق و فرائض کے درمیان کوئی خطِ امتیاز سرے سے باقی ہی نہیں رہا۔

اس پس منظر میں جب ہم عورت کی حکمرانی اور ان کی قیادت کے بارے میں اسلام کے احکام پر عمیق نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں سرے سے ان لوگوں کی منطق میں کوئی وزن دکھائی نہیں دیتا جو مغرب کی معاشرتی اقدار و روایات کو اپنے معاشرے پر منطبق کرنے کے شوق میں نہ صرف مرد اور عورت کے درمیان مساوات اور عورت کی نام نہاد آزادی کا پرچار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس کے لیے اسلام کے واضح احکام اور صریح نص کو توڑ موڑ کر پیش کرنے اور انہیں اپنی interpretations کی روشنی میں خود ساختہ معانی پہنانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

عورت کی حکمرانی کے بارے میں حضرت مفتی محمودؒ کے افکار و نظریات اور اس حوالے سے فقہی نظائر کا معاصر علما کی رائے کا علمی جائزہ لے کر اس کی وضاحت کرنا مقصود ہے۔ اس حوالے سے مولانا مفتی محمود کے افکار کی بنیاد حسب ذیل اصول تھے۔

جس طرح انبیاء کرامؑ مرد ہی گزرے ہیں۔ بلکل اسی طرح کوئی عورت نبی بھی نہیں ہو سکی، عورت اپنی جنس کے اعتبار سے ان تمام ذمہ داریوں کو قطعی قبول نہیں کر سکتی جو انبیاء کرام کو سونپی جاتی ہیں۔ انہوں نے اس حوالے سے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ خسرو پرویز کسریٰ ایران کی بیٹی جب ایران کی قیادت انہیں سپرد ہوئی تو اسی وقت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً"[1]

یعنی وہ قوم کبھی بھی کامیابی نہیں پائے گی جو اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کرے۔

کسریٰ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کا بیٹا حکومت اور اقتدار کے حصول کے خاطر اسے قتل نہ کر دے اور خود حکومت پر قبضہ نا کرلے۔ اس نے ایک چھوٹی سی شیشی میں انتہائی خطرناک زہر ڈال کر اس کے اوپر چٹ لگادی۔ کہ اکسیر برائے قوت باہ۔ اس کے بعد کسریٰ ایران نے یہی بوتل اپنے خاص الماری میں رکھ دی۔ جب اقتدار کے حصول کے خاطر کسریٰ کے بیٹے نے اپنے والد کو قتل کیا اور سامان کا جائزہ لیا تو وہی شیشی بھی ہاتھ لگ گئی۔ اس نے وہی زہر بڑے شوق سے پی لیا اور چند گھنٹے اقتدار کے مزے لینے کے بعد موت کے منہ میں چلا گیا۔ مورخین کے نزدیک کسریٰ ایران وہ پہلا شخص ہے جس نے مرنے کے اپنا انتقام خود لیا۔ اس کے بیٹے کے مرنے کے بعد کوئی بھی انہیں اہل نظر نہیں آیا۔ لہٰذا لوگوں نے تجویز دی کہ کسریٰ ایران کی بیٹی کو مملکت ایران کا کا سربراہ بنایا جائے۔ جس کی وجہ سے انہیں اقتدار دیا گیا۔[2]

اسلام میں کسی بھی مسئلہ کے شرعی ثبوت کے لئے محققین نے باقاعدہ اس کے لیے مسلمہ اصول چار بیان کئے ہیں جنہیں دلیل کے طور پر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

1. قرآن کریم

2. سنتِ نبویؐ

3. اجماع امت

4. اجتہاد و قیاس

اب ہم مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں ترتیب کے ساتھ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں ان چاروں دلائل کو بطور evidence پیش کریں گے کہ کسی عورت کو کسی بھی ریاست کا حکمران بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

1. **قرآن کریم:**

اللہ رب العزت نے انسانوں کے اندر مرد اور عورت کے مابین حقوق اور فرائض کو نہایت ہی بسیط انداز میں پیش کیا ہے۔ حکمرانی کا تصور اسلام کی نظر میں بنیادی طور پر "خلافت" کا ہے کہ انسانی معاشرہ میں کوئی بھی حکمران خود مختار اور بے لگام نہیں بلکہ حکمرانی میں خدا تعالیٰ کا نائب اور ان کے منشاء کا پابند ہے۔ اصل حکمرانی کا محور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہی ہے اور انسان اس دنیا میں ان کا نائب ہے جو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام و قوانین کے مطابق انسانی معاشرہ پر حکومت اور قیادت کا حق رکھتا ہے، اسی کا نام اسلام کی نظر میں "خلافت" ہے۔ جب تک اسی دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری و ساری رہا، خلافت اور قیادت کا یہ عظیم پیشہ زیادہ تر حضرات انبیاء کرامؑ ہی کے پاس ہی رہا۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے باب ما ذکر عن بنی اسرائیل میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا ہے کہ "بنی اسرائیل میں سیاسی قیادت اور حکمرانی کا فریضہ انبیاء کرام علیہم السلام ہی سرانجام دیتے تھے، جب ایک نبیؑ اس دنیا سے چلے جاتے تو دوسرے نبیؑ ان کی جگہ پر (سیاسی قیادت کا جگہ) لے لیتے۔ لیکن میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئے گا البتہ میرے بعد خلفاء ہی ہوں گے۔ (جنہیں سیاسی قیادت کے طور پر قبول کر لیا جائے گا)[3]

یعنی یہاں حدیث کی صریح الفاظ کی رو سے خلافت و حکومت دراصل انبیاء کرامؑ کی نیابت کا نام ہے اور اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں مکمل وضاحت کے ساتھ ہی صراحت کر دی ہے کہ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب مرد ہی تھے۔ ان میں کوئی بھی عورت نہیں تھی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ[4]

ترجمہ: مرد حکمران ہیں عورتوں پر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس آیت کریمہ کے بارے میں بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ یہ آیت کریمہ خاندانی احکام و قوانین اور ان کے سیاق و سباق کے بارے میں ہے اس لیے اس سے مراد مطلق حکمرانی اور قیادت نہیں بلکہ یہاں اس سے مراد خاندان کی سربراہی ہے جو کہ ظاہر ہے کہ مرد ہی کے پاس ہونا چاہیے۔ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال دو طرق سے غلط ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ عورت کی حکمرانی کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات اور ملفوظات وارد ہوئے ہیں اگر ہم بالفرض ان ہی کی

روشنی میں جب ہم اس آیت کریمہ کا مفہوم متعین کریں گے تو اسے خاندان کی سربراہی تک محدود رکھنا ممکن نہیں رہے گا بلکہ خاندان کی سربراہی کے ساتھ مطلق حکمرانی اور قیادت کا مفہوم بھی اس کے مفہوم میں شامل ہو گی۔ دوسری اس وجہ سے کہ امت کے معروف مفسرین کرامؒ نے اس آیت کریمہ کی جو تفسیر بیان کی ہے اس میں علی الاطلاق ہر قسم کی حکمرانی عورت کے لیے نہ صرف نفی میں ہیں بلکہ انہیں اس اہل نہ ہونے کے لئے باقاعدہ توجیہات بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

وَلِهَذَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ مُخْتَصَّةٌ بِالرِّجَالِ، وَكَذَلِكَ الْمُلْكُ الْأَعْظَمُ [5]

ترجمہ اور اسی وجہ سے نبوت مردوں کے ساتھ (یہاں) مخصوص ہے اور اسی طرح حکومت، قیادت اور قضا کا منصب بھی انہی کے لیے خاص ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ کے علاوہ امام رازیؒ اپنی شاہکار کتاب تفسیر کبیر المعروف مفاتیح الغیب میں [6]، امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر "تفسیر قرطبی" میں [7]، علامہ سید محمود آلوسیؒ نے اپنی تفسیر "تفسیر روح المعانی" میں [8] اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر "تفسیر مظہری" میں [9] نے اس آیت کی یہی تفسیر لکھی ہے۔ جو تفسیر مفتی محمود میں مفتی محمودؒ نے لکھی ہے اور ساتھ ساتھ اور بھی کم و بیش تمام مفسرین نے اس آیت کریمہ سے عورت کی حکمرانی اور قیادت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ[10]

ترجمہ: "اور ہم نے آپؐ سے قبل رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر صرف مردوں کو جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔"

اس لیے مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں مفتی محمودؒ کے نزدیک جس طرح انبیاء کرامؑ مرد ہی گزرے ہیں۔ بلکل اسی طرح کوئی عورت نبی بھی نہیں ہو سکتی عورت اپنی جنس کے اعتبار سے ان تمام ذمہ داریوں کو قطعی قبول نہیں کرتی جو انبیاء کرام کو سونپی جاتی ہیں۔

(۲) احدیث کریمہ کی روشنی میں عورت کو اقتدار اور حکمرانی کی عدم جواز کی روشنی میں دلائل:

جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی بہت سے ارشادات و اقوال اس بات پر شاہد ہیں اور ان میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ عورت کی حکمرانی نہ صرف عدم فلاح، ناکامی اور ہلاکت کا موجب ہے۔ ان میں سے چند احادیث کریمہ کو بطور دلیل پیش کی جارہی ہیں:

(1) امام بخاریؒ کتاب المغازی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی خبر دی گئی کہ فارس کے لوگوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

«لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً [11]

وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جس نے اپنا حکمران عورت کو ہی بنالیا۔"

نبی کریم ﷺ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا ہے۔

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا[12]

جب وقت ایسا آجائے کہ تمہارے حکمران تم میں سے بہترین لوگ ہوں، تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں باہمی مشورہ سے طے پائیں تو تمہارے لیے روئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حکمران تم میں سے بدترین لوگ ہوں، تمہارے مال دار انتہائی بخیل ہوں اور تمہارے تمام معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارے لیے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے (یقیناً) بہتر ہے۔

امام حاکمؒ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اس کی سند کو امام ذہبیؒ نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ بَشِيرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ خَيْلٍ لَهُ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ فَخَرَّ لِلَّهِ تَعَالَى سَاجِدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَنْشَأَ يَسْأَلُ الرَّسُولَ فَحَدَّثَهُ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَهُ مِنْ أَمْرِ الْعَدُوِّ وَكَانَتْ تَلِيهِمُ امْرَأَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلَكَتِ الرِّجَالُ حِينَ أَطَاعَتِ النِّسَاء[13]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کو ایک خوشخبری دینے والا خوشخبری لایا عین اسی وقت نبی کریم ﷺ کا سر مبارک حضرت عایشہ کے گود میں میں تھا۔ اور گویا ہوئے کہ جناب ہم ابھی سے یا رسول اکرمؐ اپ صاحب کی خدمت میں مسلمانوں کا ایک لشکر فتح و نصرت حاصل کرنے کے لئے آیئں ہیں اور اپنی فتح و نصرت کی رپورٹ پیش کی۔ آنحضرتؐ نے مجاہدین سے جنگ کے احوال اور ان کی فتح کے ظاہری اسباب موقع پر پوچھ لئے تو آپؐ کو اسی ہی بندے نے بتایا گیا کہ کفار کے لشکر کی قیادت ایک خاتون کر رہی تھی۔ اس پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد جب عورتوں کی اطاعت گزاری کریں گے تو یقیناً ہلاکت میں پڑیں گے۔

(4) علامہ ابن حجر الہیثمی صاحب مجمع الزوائد حضرت ابو بکرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرمؐ کی مجلس مبارکہ میں ایک دفعہ ملکہ سبا بلقیسؓ کا ذکر ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

" لَا يُقَدِّسُ اللَّهُ أُمَّةً قَادَتْهُمُ امْرَأَة [14]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس قوم کو پاکیزگی (حسباً و نسباً) عطا نہیں فرماتے جس کی قیادت ایک عورت کر رہی ہو۔"

امام طبرانیؒ حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرمؐ نے فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ يَمْلُكُ أَمْرَهُمُ امْرَأَةٌ [15]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جن کی رائے کی قیادت ایک عورت کر رہی ہو۔"

امام ابو داؤد طیاسیؒ حضرت ابو بکرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ أَسْنَدُوا أَمْرَهُمْ إِلَى امْرَأَةٍ[16]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جس نے اپنی حکمرانی عورت کے سپرد کر دی۔

(8) مسند احمد میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: " لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمْ امْرَأَةٌ [17]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی جس کی حکمران (قائد) عورت ہو۔"

اہل تشیع فقہ جعفری کی مشہور و معروف کتاب "مستدرک الرسائل و مستنبط المسائل" میں، جو الحاج مرزا حسین نوری طبرسی کی لکھی ہوئی مشہور کتاب ہے اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو جنت سے نکلنے کا فوری حکم دیا تو حضرت حوا کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کیونکہ میں نے تمہیں ناقص العقل والدین بنایا ہے اور لَمْ اَجْعَلْ مِنْكُنَّ حَاكِمًا وَّلَمْ ابْعَث مِنْكُنَّ نَبِيًّا۔[18] ترجمہ: "میں نے تم عورتوں میں سے کوئی بھی حاکم نہیں بنایا اور نہ تم میں سے کسی کو (دنیا میں) نبی بنا کر بھیجنے کا کوئی فیصلہ کیا ہے۔"

یہاں حاکم نہیں بنایا کا معنیٰ یہ ہو گا کہ حاکم بننے کی اجازت نہیں دی، اس لیے جو عورتیں کسی دور میں حاکم بن گئی ہیں ان کی حیثیت وہی ہو گی جو نبوت کا دعویٰ کرنے والی عورتوں کی ہے۔

اہل تشیع کے ہی ایک اور محقق الاستاذ الشیخ جعفر السجانی اپنی کتاب "معالم الحکومۃ الاسلامیہ" میں، جو مکتبہ الامام امیر المومنین العامۃ اصفہان (ایران) سے چھپی ہے، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انہوں نے روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرمؐ نے عورتوں کے بارے میں احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَوَلَّى الْقَضَآءِ۔[19]

"عورت قضا کے منصب پر کبھی بھی فائز نہیں ہو سکتی۔"

ان روایات کے پیش نظر کسی عورت کے حکمران اور انہیں قیادت سونپنے کا سرے سے کوئی جواز نہیں ہے۔

(3) اجماع امت

قرآن وسنت کے بعد دلائل شرعیہ میں اجماع کا تیسرا درجہ ہے اور آج سے چودہ سو سال تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع واتفاق چلا آتا ہے کہ عورت شرعاً حکمران اور قیادت کا اہل نہیں بن سکتی۔

(1) خلفاء راشدین کے مبارک دور پر اشوب سے آج تک امت مسلمہ کا اجماعی تعامل اس امر پر متفق اللسان ہے کہ کوئی بھی عورت کسی بھی خطہ میں مسلمانوں کی حکمران نہیں بنی۔ امت کا یہ عمل نہ صرف اجماع ہے بلکہ "تواتر عملی" کی حیثیت بھی رکھتا ہے کیونکہ عورت کو حکمران اور قائد نہ بنانے کا یہ عمل اس قدر مسلسل اور متواتر ہے کہ مسلمانوں کی اج سے چودہ سو سالہ تاریخ میں کہیں بھی اس کی قابل توجہ خلاف ورزی نظر نہیں آتی۔ بلکہ کسی موقع پر اگر جزوی طور پر اس امر کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو مسلمانوں نے اس پر بھی کافی گرفت کی ہے جیسا کہ نویں صدی ہجری کا ایک واقعہ تاریخ کی کتابوں شدومد سے مذکور ہے کہ مصر میں بنی ایوب خاندان کی ایک خاتون "شجرۃ الدر" جب قاید اور وہاں کی حکمران بن گئی۔ اس وقت بغداد میں خلیفہ ابو جعفر مستنصر باللہؒ کی حکومت قائم تھی، انہیں جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو فوراً موقع پر موجود امراء کے نام ایک واضح اور جلی الفاظ میں تحریری پیغام بھیجا کہ:

اعلمونا ان كان ما بقى عندكم فى مصر من الرجال من يصلح للسلطنة فنحن نرسل لكم من يصلح لها اما سمعتم فى الحديث عن رسول الله ﷺ انه قال لا افلح قوم ولوا امرهم امراة۔ [20]

ترجمہ: ہمیں بتاؤ کہ اگر اپ لوگوں کے پاس مصر میں حکمرانی اور قیادت کے اہل مرد باقی نہیں رہے تو ہم یہاں سے اپ کو بھیج دیتے ہیں۔ کیا تم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل نہیں سنا کہ وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگی جس نے اپنا حکمران اور قائد عورت کو بنالیا۔"

خلیفہ وقت کے اس پیغام پر کاروائی کرتے ہوئے "شجرۃ الدر" کو اپنے ہی منصب سے معزول کر دی گئی اور اس کی جگہ سپہ سالار کو مصر کا باقاعدہ حکمران اور قاید چن لیا گیا۔

(3) امام ابو بکر بن العربیؒ حضرت ابو بکرؓ والی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں:

وَهَذَا نَصٌّ فِي أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَكُونُ خَلِيفَةً، وَلَا خِلَافَ فِيهِ.[21]

ترجمہ: یہ حدیث اس بارے میں صراحتاً نص ہے کہ عورت خلیفہ بالکل نہیں بن سکتی اور اس میں کسی کو کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔"

(4) امام ولی اللہ دہلویؒ ابی بکرۃ والی حدیث کی تشریح کی ذیل میں لکھتے ہیں:

اجْمَعْ الْمُسلمُونَ عَلَيْه ۔[22]

یعنی (عورتوں کی عدم حکمرانی کے حوالے سے) مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے۔"

(5) امام الحرمین الجوینیؒ فرماتے ہیں:

واجمعوا ان المراۃ لایجوز ان تکونا اماما۔[23]

ترجمہ: اور علماء کا اس بات پر (اصولی) اجماع ہے کہ عورت کا حکمران (قائد) بننا جائز نہیں۔"

(6) حافظ ابن حزمؒ امت کے اجماعی مسائل اور ان میں عورت کی حکمرانی کے بارے میں اپنی معروف کتاب "مراتب الاجماع" میں فرماتے ہیں:

هُوَ الإجماع وَاتَّفَقُوا أَن الامامة لَا تجوز لامْرَأَة[24]

ترجمہ: اور علماء کا اس بات پر (اصولی) تفاق ہے کہ حکمرانی (قیادت) عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔"

(7) دورِ حاضر کے معروف محقق ڈاکٹر منیر عجلانی لکھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں میں سے کسی عالم کو بھی نہیں جانتے جس نے عورت کی حکمرانی کو جائز اور اصولی قرار دیا ہو۔

فالاجماع فی ھذہ القضیة تام لم یشذ عنه۔ [25]

ترجمہ: اس مسئلہ میں اجماع اتنا مکمل (کامل) ہے کہ اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا ہے۔"

(8) پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے ۱۹۵۱ء میں ۲۲ دستوری نکات پر اتفاق کیا اور ان میں حکومت کے سربراہ کے لیے مرد کی شرط کو لازمی قرار دیا۔

(4) اجتہاد و قیاس:

دلائل شرعیہ میں سب سے اہم اور چوتھا درجہ اجتہاد اور قیاس کا ہے۔ اجتہاد اور قیاس کا اصل محور ہی اگرچہ غیر منصوص مسائل ہیں کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی مسائل میں امت کو اجتہاد کی اجازت دی ہے جن کے حوالے سے قرآن و سنت کی واضح ہدایات سرے سے موجود نہ ہوں۔ لیکن چونکہ قرآن و سنت کی توضیح اور ان سے احکام و مسائل کا استنباط بھی اجتہاد اور قیاس سے تعلق رکھنے والے امور ہی ہمارے ہاں ایک مسلمہ حقیقت ہیں اس لیے شاید کسی انسان کی ذہن میں یہ شبہ اگر پیدا ہو جائے کہ ممکن ہے فقہائے اسلام اور مجتہدین نے احکام و مسائل کے استنباط میں عورت کی حکمرانی اور ان کی قیادت کے حوالے سے کوئی گنجائش کسی درجہ میں دیکھ لی ہو۔ لیکن یہ ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ یہ شبہ بھی وہم و تخیل سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ امت مسلمہ کے تمام مسلمہ فقہی مکاتب فکر کے مجتہدین نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ حکمرانی کے منصب کے لیے دیگر شرائط کے علاوہ مرد کا ہونا بھی از حد ضروری ہے اور عورت کے حکمران بننے کی کوئی گنجائش ان کے نزدیک نہیں ہے۔

فقہ حنفی:

فقہ حنفی کی معروف و مستند کتاب جو کہ ان میں ایک عبقری مقام رکھتا ہے "الدر المختار" اور اس کی شرح "رد المحتار" میں اس امر کی تصریح ہے کہ حکمران کے لیے دوسری شرائط کے ساتھ مرد ہونا بھی از حد ضروری ہے اور " لَا يَصِحُّ تَقْرِيرُ الْمَرْأَةِ فِي وَظِيفَةِ الْإِمَامَةِ "[26] عورت کو حکمرانی (قیادت) کے کام پر مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

فقہ شافعی

فقہ شافعیؒ کی مستند کتاب "المجموع شرح المہذب" میں لکھا ہے:

القضاء لایجوز لامراۃ۔[27]

قضا (قضاوت) کا منصب عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔

فقہ حنبلی:

فقہ حنبلیؒ کی مستند کتاب المغنی میں ہے:

وَلَا تَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ الْعُظْمَى، وَلَا لِتَوْلِيَةِ الْبُلْدَانِ؛ وَلِهَذَا لَمْ يُوَلِّ النَّبِيُّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَلَا أَحَدٌ مِنْ خُلَفَائِهِ، وَلَا مَنْ بَعْدَهُمْ، امْرَأَةً قَضَاءً وَلَا وِلَايَةَ بَلَدٍ، فِيمَا بَلَغَنَا، وَلَوْ جَازَ ذَلِكَ لَمْ يَخْلُ مِنْهُ جَمِيعُ الزَّمَانِ غَالِبًا.[28]

ترجمہ: عورت نہ کسی بھی ملک کی حاکم بن سکتی ہے اور نہ شہروں کی حاکم بن سکتی ہے۔ اسی لیے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو بھی (اپنی زندگی میں) مقرر نہیں کیا، نہ ان کے خلفاء نے کسی (عورت) کو مقرر کیا اور نہ ہی ان کے بعد والوں نے قضا یا حکمرانی کے کسی منصب پر کسی عورت کا تقرر کیا۔ اور اگر اس کا کوئی بھی جواز (شکل) ہوتا تو یہ سارا زمانہ اس سے خالی نہ ہوتا۔"

فقہ مالکی:

فقہ مالکیؒ کی مستند کتاب "منحۃ الجلیل" میں نماز کی امامت، لوگوں کے درمیان فیصلوں کی تنفیذ، اسلام کی حفاظت و تکریم، حدود شرعیہ کے نفاذ اور جہاد جیسے احکام کی بجا آوری کے لیے شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہے:

فَيُشْتَرَطُ فِيهِ الْعَدَالَةُ وَالذُّكُورَةُ وَالْفِطْنَةُ وَالْعِلْمُ [29]

ترجمہ: پس اس کے لیے شرط ہے کہ (انسان) عادل ہو، مرد ہو، سمجھدار ہو اور عالم دین ہو۔"

فقہ ظاہری:

اہل ظاہر کے معروف امام حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

ولا خلاف بین واحد فی انها لاتجوز لامراۃ۔[30]

ترجمہ: اور اس میں کسی کا کوئی بھی ختلاف نہیں کہ حکمرانی (قیادت) عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔"

اہل تشیع

معروف شیعہ محقق الاستاذ الشیخ جعفر السبحانی لکھتے ہیں:

فقد اجمع علماء الامامية كلهم على عدم انعقاد القضاء للمراة وان استكملت جميع الشرائط الاخرىٰ۔ [31]

ترجمہ: امامیہ (فقہ جعفری) مکتب فکر کے تمام علماء کا اس امر پر اجماع (کامل) ہے کہ قضاء کا منصب عورت کے سپرد کرنا سرے سے جائز نہیں ہے اگرچہ اس میں دوسری تمام تر اکمل شرائط پائی جاتی ہوں۔"

اہل حدیث:

معروف اہل حدیث عالم علامہ قاضی شوکانیؒ حضرت ابو بکرؓ والی روایت کا ذکر کرتے ہوئے اس کی ذیل میں بطور تشریح خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ مِنْ أَهْلِ الْوِلَايَاتِ وَلَا يَحِلُّ لِقَوْمٍ تَوْلِيَتُهَا[32]

ترجمہ: اس م بات میں ایک دلیل ہے کہ عورت حکمرانی کے امور کے حوالے سے قطعاً اہل نہیں ہے اور کسی قوم کے لیے اس کو حکمران (قائد) بنانا سرے سے جائز نہیں ہے۔"

جامعہ ازہر

عالم اسلام کے قدیم علمی مرکز جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) کے سربراہ معالی الدکتور الشیخ جاد الحق علی جاد الحق اور دیگر علماء جامعۃ الازہر مصر کا متفقہ فتوٰی کویت کے معروف جریدہ "المجتمع" نے گزشتہ سال نومبر میں شائع کیا ہے جس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ عورت کو حکمران (سیاسی قائد) بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

دار العلوم دیوبند

ایشیا کی سب سے بڑی عظیم اسلامی درسگاہ دار العلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ "دار العلوم" نے نومبر ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں مفتی دار العلوم دیوبند مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی (انڈیا) کا مفصل فتوٰی بعنوان "عورت کی سربراہی اسلام کی نظر میں" شائع کیا ہے جس میں دلائل کے ساتھ اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ عورت کو حکمران (قائد) بنانے کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے۔ اور اسے الشریعہ اکیڈمی نے شائع کیا ہوا ہے۔ [33]

الشیخ بن باز:

سعودی عرب کے مفتی اعظم معالی الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ الباز کا فتوٰی ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" لاہور کے ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں اسی وقت شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے صراحتاً کہا ہے کہ

ان الاحکام الشرعیة العامة تتعارض مع تولیة النسآء الولایات العامة۔[34]

ترجمہ: شریعت کے عام احکام عورتوں کو حکمرانی (قیادت) کے معاملات سپرد کرنے کی نفی کرتے ہیں۔"

الغرض عورت کی حکمرانی کے بارے میں مفتی محمودؒ کے فکر و نظر کے ساتھ دیگر علماء کرام جن کا تعلق مختلف مکاتب فکر کے ساتھ ہیں اس سے واضح ہوا کہ مفتی محمودؒ کے موقف کو سامنے رکھتے ہوئے اسے مزید تقویت ملتی ہیں اور ساتھ ساتھ علماء کا موقف قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں اس قدر واضح اور صراحتاً ہو کر سامنے آچکا۔

نتائج تحقیق:

مولانا مفتی محمود ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ مدبر عملی سیاستدان تھے۔ عورت کی حکمرانی کے حوالے سے ان کا موقف اس مطالعہ میں واضح کر دیا گیا۔ ان کے نزدیک چونکہ عورت کا مقام گھر ہستی ہے، لہذا فطرت نے اسے وہ صلاحیت ودیعت نہیں کی کہ وہ حکومت، معاشرے کا انصرام کر سکے۔ اسلامی روایت بھی اس حوالے سے غیر موید ہے۔ اثار، فقہا اور مسلمانوں کا عملی کردار اس بات کو بہت پہلے اسلامی معاشرے میں طے کر چکے ہیں۔ تاہم عصر حاضر میں مغربی افکار کے زیر اثر عورت کی حکمرانی کی وکالت کیجانے لگی ہے۔ اس کے عملی مفاسد کسی سمجھدار پہ مخفی نہیں۔

[1] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة ،الطبعة:، 1422 ، رقم الحديث 4425

[2] محمود، مفتی، مولانا "تفسیر محمود" مکتبہ جمعیت پبلیکیشنز، لاہور ج2 ص317

[3] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم صحيح البخاري رقم الحديث 3455

[4] القرآن، النساء، 34:4

[5] أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير "تفسير القرآن العظيم، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419ھ- ج2 ص256

[6] فخر الدين, محمد بن عمر مفاتيح الغيب التفسير الكبير "الناشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت -1420ھ- ج10 ص88

[7] القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر، الجامع لأحكام القرآن تفسير القرطبي"، دار الكتب المصرية- القاهرة، 1384ھ- ج5 ص168

[8] الآلوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله "روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت، 1415ھ, ج5 ص23

[9] مظهري، محمد ثناء الله "التفسير المظهري": مكتبة الرشدية-، 1412ھ- ج2 ص98

[10] النحل 43:16

[11] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم صحيح البخاري رقم الحديث 4425

[12] محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، سنن الترمذي" رقم الحديث 2266

[13] نيسابوري، أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله، المستدرك على الصحيحين": دار الكتب العلمية- بيروت، 1411, رقم الحديث 7789

14 هيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: مكتبة القدسي، القاهرة: 1414ھ-، رقم الحديث 9062

15 ایضاً حوالہ بالا، رقم الحدیث نمبر 9056

16 طيالسي سليمان بن داود بن الجارود مسند أبي داود الطيالسي" الناشر: دار هجر – مصر، 1419ھ-رقم الحديث 919

17 شيباني، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل "مسند الإمام أحمد بن حنبل"": مؤسسة الرسالة، 1421ھ-رقم الحديث 20517

18 طبرسی۔ الحاج، نوری مرزا حسین نوری "مستدرک الوسائل و مستنبط الوسائل" باب ان المراۃ لا تولی القضاء، ج 9 مکتبہ الموسسہ آل البیت التراث ، تہران

19 سبحانی، الشیخ جعفر "معالم الحکومۃ الاسلامیہ" مکتبہ الامام امیر المومنین العامۃ اصفہان، ج 18 ص 93

20 کحالہ، عمر رضاء "اعلام النساء فی العالم العرب الاسلام" دار لمعرفۃ والطباعۃ مصر، ج 2 ص 278

21 اشبيلي المالكي، القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي" أحكام القرآن" الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، 1424ھ-ج 3 ص 482

22 دهلوي، الشاه ولي الله، أحمد بن عبد الرحيم "حجة الله البالغة" الناشر: دار الجيل، بيروت – لبنان، ص 230 ج 2

23 امام الحرمین، عبد المالک بن عبد اللہ "الأرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد" مکتبہ الخانجی مصر، ص 259

24 قرطبي، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، مراتب الإجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات" الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، ص 126

25 عجلانی۔ منیر ڈاکٹر "عبقریۃ الاسلام فی اصول الحکم"، کتب خانہ دانش کدہ ادبیات دانش گاہ تہران، ایران ص 70

26 دمشقي، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين، رد المحتار على الدر المختار الناشر: دار الفكر-بيروت، 1412ھ-ص 440 ج 5

27 نووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف "المجموع شرح المهذب" الناشر: دار الفكر

28 ابن قدامة المقدسي، عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة، المغني لابن قدامة: مكتبة القاهرة الطبعة: بدون طبعة، ج 10 ص 36

29 مالكي، محمد بن أحمد بن محمد عليش، "منح الجليل شرح مختصر خليل "الناشر: دار الفكر – بيروت الطبعة: بدون طبعة 1409ھ- ص 263 ج 18

30 قرطبي،، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي "المحلى بالآثار" الناشر: دار الفكر – بيروت الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ج 9، ص 360

31 سبحانی، الشیخ جعفر "معالم الحکومۃ الاسلامیہ، مکتبہ الامام امیر المومنین العامۃ اصفہان،" ص 278

32 شوكاني، محمد بن علي بن محمد "نيل الأوطار"، الناشر: دار الحديث، مصر، 1413ھ-ص 304، ج 8

33 صفدر، سرفراز خان، شیخ الحدیث "ماہنامہ الشریعہ" گوجرانوالہ دسمبر 1989

34 مولانا اسحاق بھٹی "تنظیم اہل حدیث" لاہور 20 اکتوبر 1989